دارالہجرت میں پہنچا دیا۔

قرآن میں اس واقعہ کے بیان میں جو اجمال ہے وہ ایک حکیم کے کلام کے شایانِ شان ہے۔ اس کے ہر اجمال کے اندر معارف کے خزانے ہیں۔ لیکن اگر میرے کلام میں کہیں اغلاق و ابہام یا کسی قسم کا سوءِ تعبیر ہے تو وہ محض میری قلتِ علم کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی رفیق کو میری عبارت سے کوئی الجھن ہوئی ہے تو اس کی ذمہ داری قرآن حکیم پر نہیں بلکہ تنہا مجھ پر ہے۔ رب کریم و رحیم میری ہر لغزش کو معاف فرمائے۔ (ا۔ ا۔ ا)

ائمّۂ اربعہ و اہلِ بیت

سوال۔ جناب کیا فرماتے ہیں اس مسئلے میں کہ ائمۂ اربعہ کے علوم کی انتہا ائمۂ اہلِ بیت تک ہوتی ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ یہ سب ان ہی حضرات کے شاگرد تھے۔ خاصکر حضرت امام اعظمؒ کو حضرت جعفر صادق سے شرفِ تلمذ و شاگردی حاصل تھا جو علی العموم صاحبانِ علم بیان کرتے ہیں۔ اگر ہم بجائے دیگر ائمہ کے ائمۂ اہلِ بیت کی براہِ راست پیروی کریں اور بجائے شاگرد کے استاذ کی اقتدا و تقلید کریں تو ہم میں شائبۂ تشیع تو پیدا نہ ہوگا۔ بیّنوا توجروا

جواب۔ ائمۂ اربعہ نے ان تمام اہلِ علم سے استفادہ کیا ہے جو ان کے عہد میں موجود تھے اور جن سے استفادہ کرنا ممکن تھا۔ ان میں اہلِ بیت بھی تھے اور غیر اہلِ بیت بھی۔ صرف اہلِ بیت سے علمی استفادہ کرنے کا طریقہ تو خود اہلِ بیت نے بھی اختیار نہ کیا تھا۔ وہ بھی جس جس کے پاس علم پاتے تھے اس سے استفادہ کرتے تھے۔ یہی ہر اس شخص کا طریقہ ہونا چاہیے جو کسی طرح کے تعصب میں مبتلا نہ ہو۔ (ا۔م)